OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

تعمیر کردار و شخصیت میں عبادات کا کردار: قرآن کی روشنی میں ایک مطالعہ

Role of Ibādāt in Character and Personality Development: A Study in the Light of Qur'an

Hafiz Muhammad Arshad Iqbal

Assistant Professor, Department of Quran and Tafsir, faculty of Arabic and Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Abstract

The personality of a human being is the first and foremost unit of mankind and of all the sources, the Holy Quran is the best source for character formation and personality grooming across the globe. Through its pristine teachings, Quran has laid great stress on personality development through all types of Ibādāt. Ibādāt in Islam is a comprehensive concept that embraces all human endeavors. In the present article an attempt has been made to analyze and interpret the role of Ibādāt (worship) in character and personality development. The focus of this study is to explain and accurately understand the concept of Ibādāt and its role in character and personality development from the perspective of one of the most solid Islamic documents, i.e. the Holy Quran. This paper provides the detailed explanation of the verses of the Holy Qur'an that emphasize on Ibādāt and ultimately these teachings have a strong impact on personality development. The present study, presents the content analysis of Qura'nic verses along with the opinions of Muslim scholars on the topic under discussion. The conclusion of this paper emphasizes the need of understanding the Quranic

CC BY

concept of Ibādāt and to follow the guidelines provided by the Quran for personality development.

Key Words: Ibādāt, Character, Personality Development, Qur'an, Worship

تمہید

کسی انسان کی شخصیت اس کی ظاہری و باطنی اور اکتسابی و غیر اکتسابی (قدرتی) خصوصیات کا مجموعہ ہے۔ انہی خصوصیات کی بنیاد پر ایک شخص دوسرے سے الگ نظر آتا ہے اور ہر معاملے میں دوسروں سے مختلف رویے اور کردار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ شخصیت اور کردار کی تعمیر دین کا اہم ترین موضوع ہے۔ اللہ کی ہدایات کا بنیادی مقصد جو انبیاء کرام کے ذریعے دنیا میں بھیجی گئی ہیں انسان کی شخصیت اور کردار کی صفائی ہے۔ اسی کا نام تزکیہ نفس ہے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔ "وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے"۔[1] انسان کی خصوصیات بنیادی طور قدرتی اور اقتصادی ہیں۔ قدرتی صفات اسے براہ راست اللہ تعالی کی طرف سے ملی ہیں جبکہ اقتصادی خصوصیات وصفات وہ خصوصیات ہیں جنہیں انسان اپنے اندر یا تو خود پیدا کر سکتا ہے یا پھر اپنی قدرتی صفات میں کچھ تبدیلیاں پیدا کر کے انہیں حاصل کر سکتا ہے۔ قدرتی صفات میں شکل وصورت کی جسمانی ساخت ، رنگ و نسل، ذہنی صلاحیت وغیرہ شامل ہی اور اقتصادی خصوصیات میں انسان کی علمی سطح اس کا پیشہ اور اس کی فکر وغیرہ شامل ہوتی ہے۔ شخصیت کی تعمیر ان دونوں طرز کی صفات کو مناسب حد تک ترقی دینے کا نام ہے انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی شخصیت کو دلکش اور پرکشش بنانے کے لئے اپنی قدرتی صفات کو ترقی دے کر ایک مناسب سطح پر لے آئے اور اکتسابی صفات کی تعمیر کا عمل بھی جاری رکھے۔[2] شخصیت کے باب میں سب سے اعلی و ارفع اور آئیڈیل ترین شخصیت محمد عربی ﷺ کی شخصیت ہے اعلی ترین صفات کا اس قدر حسین امتزاج ہمیں کسی اور شخصیت میں نظر نہیں آتا۔[3]

قرآن حکیم کی روشنی میں تعمیر شخصیت و کردار

شخصیت انسان کے علم، اس کے تجربات اور جو کچھ وہ پڑھتا، سنتا اور محسوس کرتا ہے اس کا نتیجہ ہے۔ شخصیت نفسیات کی وہ شاخ ہے جو افراد کا ایک منظم نمونہ فراہم کرتی ہے جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔[4] علم نفسیات کی طرح شخصیت اور کردار کی تعمیر دین کا ایک اہم ترین موضوع ہے اللہ تعالی نے اپنی جو ہدایات انبیاء کرام کے ذریعے دنیا میں بھیجی ہے ان کا بنیادی مقصد ہی انسان کی شخصیت اور کردار کی صفائی ہے اسی کا نام تزکیہ نفس ہے۔ عام طور پر، قرآن انسانی شخصیت کی ساخت کو بیان کرنے کے لیے چار اصطلاحات استعمال کرتا ہے۔ جو قلب، عقل، روح اور نفس ہیں۔ نفس کا مطلب ہے شخصیت جو یقینی طور پر شخصیت کے دیگر تمام ڈھانچے (یعنی روح، قلب اور عقل) کو گھیرے گا۔ انسانی شخصیت کے قرآنی تصور کی وضاحت کے لیے نفس کی اصطلاح کو شخصیت کے معنی کے قریب تر لیا جا سکتا ہے۔ تاہم، امام غزالی (1111ء) نے کہا ہے کہ یہ اصطلاحات ہم معنی استعمال ہوتی ہیں۔[5] چنانچہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے "وہی ذات ہے جس نے ان امیوں میں ایک رسول انہی میں سے اٹھایا ہے جو اس کی آیتیں ان پر تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور (اس کے لیے) انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔،،[6] اللہ تبارک و تعالیٰ قران حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۙ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

۔[7] (یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے) نفس کو پاک کر لیا، اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں دبا دیا)۔ جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا اور جس نے اسے گناہوں کی خاک میں دبا دیا وہ خائب ہوا۔ جو شخص اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے، اپنے آپ کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرتا ہے، اس کی فطرت سلیمہ نشو و نما پاتی ہے، اس کی قوت و توانائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا شخص اپنے اندر ایسا عزم اور ہمت محسوس کرتا ہے کہ وہ مشکل سے مشکل کام کرنے کے لیے آمادہ ہو جاتا ہے، راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو وہ کوئی وقعت نہیں دیتا۔ نہایت ثابت قدمی سے نیکی کی راہ پر گامزن رہتا ہے۔ اس کی زندگی کا دامن اعمال حسنہ اور روشن کارناموں سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں اسی وجہ سے ارشاد ہوتا ہے کہ: "یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی"۔[8]

تعمیر کردار و شخصیت اور عبادات

علامہ ابن القیم (751ھ) رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ: "عبادت پندرہ اصولوں کے گرد گھومتی ہے، جس نے ان کو پورا کیا اس نے عبودیت کے مراحل پورے کر لیے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ عبادت دل، زبان اور اعضاء کے درمیان تقسیم ہے۔ یہ تینوں احکام کی پانچ قسمیں ہیں جو تمام اعمال کا احاطہ کرتی ہیں: واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح"۔[9] عبادات کا مطلب عام طور پر فرض عبادات جیسے نماز، روزہ، صدقہ، حج وغیرہ کے لیے لیا جاتا ہے۔ عبادت کی یہ محدود سمجھ اسلام میں عبادت کے معنی کا صرف ایک پہلو ہے۔ اسلام میں عبادت کی اصل تعریف ایک جامع تعریف ہے جس میں انسانی زندگی کے ہر پہلو اور فرد کی سرگرمیاں شامل ہیں"۔[10] اسلام میں رضائے الٰہی کے حصول کو جنت سے بھی بڑی منزل قرار دیا ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کو انسانی شخصیت کی تعمیر اور اس کی نشو و نما سے مشروط رکھا ہے۔ انسان اپنے وجود محض کے اعتبار سے حیوان ناطق ہے۔ لیکن اپنی شخصیت کی تعمیر و تہذیب اور اس کے تزکیہ و طہارت کی بدولت وہ مسجود ملائکہ اور اشرف الخلائق ہے اس شخصیت کے اسلامی تصور کی عملی جھلک سیرت النبی ﷺ میں نظر آتی ہے۔ فرد کی فکری اصلاح، قلبی طہارت، اخلاقی نشو و نما، روحانی بالیدگی، تعلیمی ترقی اور اسکا شخصی بناؤ آپ ﷺ کے لائے ہوئے قرآن حکیم کے اولین لفظ اقراء میں اس طرح موجود ہے۔ انسانی شخصیت کی تعمیر اور کامیابی کے لیے سب سے پہلا قدم انسان کے قلب و ذہن کی اصلاح کرنا ہے۔ اس کو باطل عقائد و تصورات سے پاک کرنا اور اس کی فکری و عملی صلاحیتوں کو فروغ دینا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور ﷺ نے انسانیت کو ذات الٰہی کا صحیح ترین اور کامل ترین ایسا متوازن اور کامل عقیدہ توحید عطا کیا جو تمام ایمانی اور اسلامی زندگی کی بنیاد ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ ستون پر رکھی گئی ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"[11] قرآن کی ہر آیت، جسے ہم پڑھتے، سمجھتے اور حفظ کرتے ہیں وہ ہماری زندگی کو بدل سکتا ہے کیونکہ قرآن میں شخصیت کی تعمیر کی بنیادیں موجود ہیں۔ شخصیت کی نشو و نما وہ عمل ہے جو پیدائش سے شروع ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ جاری رہتا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے مشن اور قرآن پاک کے نزول کا مقصد ایک فرد کی تربیت کرنا اور خدا، اپنی ذات، معاشرے اور ماحول کے ساتھ تعمیری تعلق قائم کر کے ایک صحت مند شخصیت کی نشو و نما کرنا ہے۔ اس مقدس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بنی نوع انسان کو قرآن کی الہامی تعلیمات عطا کی جاتی ہیں۔

انسان کی تعمیرِ شخصیت اس کے کردار سے جڑی ہے۔ قرآن مجید میں ان شخصیت ساز اصولوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن سے بلند کرداری کے راستے کھلتے ہیں۔ انسان ان اصولوں کی روشنی میں اپنی شخصیت کی تعمیر کر کے کمال کی راہوں پر گامزن ہو سکتا ہے۔

شخصیت ساز اصول

شخصیت ساز اصولوں سے مراد ایسے بنیادی دستورات اور قوانین ہیں جو اللہ تعالی نے انسان کی فردی اور معاشرتی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے، اسے فلاح و بہبود کی راہوں پر گامزن کرنے کے لیے قرار دیے ہیں۔ یہ ایسے قوانین اور الٰہی دستورات ہیں جو انسان کی خود سازی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ بنابر ایں ایسے شرعی احکام جو جزئیات پر مشتمل ہیں، اگرچہ وہ بھی انسان کی کامیابی میں عمل دخل رکھتے ہیں لیکن انہیں بنیادی عناصر یا شخصیت ساز اصولوں میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وجہ بہت ہی واضح ہے اور وہ یہ کہ ان اصولوں کی حیثیت ایک قالب کی سی ہے جن میں جزئی احکام یعنی شریعت جگہ پا لیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ عناصر راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں طے کرنے کے لیے جزئی احکام کی ضرورت ہر صورت میں رہتی ہے ورنہ منزل نہیں ملتی، جبکہ ان اصولوں کو فراموش کر دیا جائے تو سرے سے راستہ ہی نہیں ملتا۔[12] فرد جس طرح جذبات کا اظہار کرتا ہے اس کی جڑیں اس کی شخصیت اور شناخت میں ہوتی ہیں۔ اجتماعی معنوں میں صحت مند شخصیت ہمیں صحت مند اور مثبت معاشرہ فراہم کرتی ہے، اس طرح دنیا کے مثبت اور صحت مند سماجی ماحول کو بنانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ مذہبی تعلیمات اور نفسیاتی نتائج یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ عقیدے (مذہب) اور ایک صحت مند شخصیت پر مبنی صحیح رویے کے درمیان ایک مستقل رشتہ ہے۔ جدید نفسیات کا حتمی مقصد شخصیت کو سمجھنا ہے اور اس کا تعین انسان کے خدا سے تعلق سے ہوتا ہے۔[13] انسان کی حیاتیاتی فطرت کے علاوہ مطلوبہ شخصیت یہ بتاتی ہے کہ انسانی زندگی کے نفسیاتی اور روحانی اجزاء کو مد نظر رکھنا کتنا ضروری ہے۔ قرآن ایک حقیقی مومن کی شخصیت کی شکل میں مطلوبہ شخصیت کی خصوصیات فراہم کرتا ہے، جس میں انفرادی خصوصیات ہیں۔ اپنی مخصوص شخصیت کی صفات کے سلسلے میں، وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ کی رہنمائی کا طالب ہے اور نیک اور صالح خصوصیات کی نشوونما اور ترقی کے لیے کام کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ "اور جن کو ہم نے پیدا کیا ہے ان میں ایک جماعت ایسی ہے جو حق کے ساتھ (دوسروں کی) رہنمائی کرتی ہے اور اسی کے ساتھ انصاف کرتی ہے۔"[14] یہ آیت مسلمانوں کے اخلاقی اور روحانی اعتدال کی وضاحت کرتی ہے۔ روحانی یا سیکولر ہر مسئلے کے لیے ایک متوازن نقطہ نظر، اللہ کے راستے کی امتیازی خصوصیت ہے جو بنی نوع انسان کو نبی محمد ﷺ کے ذریعے دی گئی ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبے اور انسانی سرگرمیوں کے ہر میدان میں اعتدال اور تناسب کا طریقہ ہے۔ یہ نظریہ اور فکر کے ساتھ ساتھ عملی طور پر غلو سے اجتناب کرتا ہے اور مادی اور روحانی طور پر انسانی ترقی اور نمو کے لیے سیدھا اور معتدل طرز زندگی تجویز کرتا ہے۔ اللہ نے نبی ﷺ کے ساتھ متوازن راستہ بھیجا۔ نبی ﷺ اور کتاب قرآن کو اعتدال اور توازن پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔[15]

روحانی پہلو

قرآن نہ صرف اس طرز عمل کی نشاندہی کرتا ہے جو اہم ہے بلکہ اس کا روحانی پہلو بھی ہے جو انسان کے ایک خاص رویے کو متحرک کرتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:۔ "اور اس طرح، سب سے منہ موڑ کر (ایک ہمیشہ سچے) ایمان کی طرف اپنا چہرہ ثابت قدم رہو۔"[16] کسی بھی شخصیت کی صحت مند شخصیت کے لیے شرط اللہ پر یقین ہے۔ سید قطب (1966ء) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی طاقتوں، قوتوں یا خواہشات سے آزاد ہو کر اپنی زندگی اللہ کے سپرد کر دی جائے۔ خدا کی نظر میں، یہ ایک بنیادی جزو ہے جو زندگی کی سمت، ہم آہنگی اور توازن دیتا ہے۔[17] شیخ عبد القادر جیلانی لکھتے ہیں "عبادت درخت کی مانند ہے اور درخت کو پھل دل کی اصلاح سے لگتا ہے"۔[18] چنانچہ قرآن میں مطلوبہ شخصیت وہ ہے جو فطرت کے موافق صفات رکھتی ہو۔ امین احسن اصلاحی (متوفی 1997ء) لکھتے ہیں کہ انسانی فطرت سے ہم آہنگ اسلام کو دین سمجھا جاتا ہے۔[19] اس کی تائید ایک حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے۔ "کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا سوائے الفطرہ (اسلام) کے اور پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں... اللہ کی فطرت ہے جس کے ساتھ اس نے انسانیت کو پیدا کیا۔ اللہ کی مخلوق میں ردوبدل ہو، یہی سچا دین ہے"۔[20] قرآن میں شخصیت سے مراد نہ صرف انسان کی صفات ہیں بلکہ نفس کے اندر قوتوں، جذبوں اور اصولوں کا توازن مراد ہے جو ایسی صفات کی نشوونما میں سہولت فراہم کرتے ہیں۔ شخصیت کی نشوونما کے اہداف میں سے قرآن کا ایک مقصد نفس کے اندر ہم آہنگی کی حالت کا حصول ہے۔ اللہ کی ہدایت، اس کے احکام کی اطاعت، اور رسول ﷺ کے معمولات کو ہماری روزمرہ کی زندگیوں میں شامل کرنا ہی اس مقصد کو حاصل کرنے کا واحد راستہ ہے۔ مومنین لوگ دنیا میں اپنے طرز فکر اور عمل میں دوسرے لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ، وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں اللہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہیں اور اخلاقی خوبیوں کے لیے کوشش کرتے ہیں۔[21] قرآن میں متوازن شخصیت کی تعمیر کے لیے عبادات کا ایک جامع نظام متعارف کرایا گیا ہے۔ عبادات کے قرآنی تصور کو مد نظر رکھتے ہوئے زیر بحث موضوع پر تحقیق کے مندرجہ ذیل پہلوؤں پر توجہ مرکوز کی ہے جن سے اللہ کے ساتھ انسان کے تعلق، انسان کے اپنی ذات کے ساتھ اور انسان کے دوسروں کے ساتھ تعلقات پر توجہ دی گئی ہے۔ یہ نظام عبادات انسانی زندگی کا مکمل تربیتی نظام ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں ہدایت اور رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

اللہ کی اطاعت

انسانوں کا مقصد اپنی زندگی اپنی ذاتی ترجیحات کے برعکس حکم خداوندی کے مطابق گزارنا ہے، جو کہ اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ انسان ہمیشہ اس ہستی سے بیعت کرتا ہے جو اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی فکر اللہ کی عبادت ہونی چاہیے۔ مقالہ قرآن کے مطابق: "اور میں نے نہ جنوں کو پیدا کیا ہے اور نہ انسان، سوائے اپنی عبادت کے"۔[22] سید قطب (1966ء) کا خیال ہے کہ یہ مختصر آیت ایک عظیم ترین آفاقی سچائی کی عکاسی کرتی ہے۔ وہ کام جو انسانوں اور جنوں کو کائنات کے قانون سے منسلک کرتا ہے وہ عبادت یا بندگی ہے[23]. انسانی تاریخ کے آغاز سے، عبادات نے فرد کی نفسیات کی نشوونما میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت کے اس نظام کو نہ صرف انسانی فطرت کی تسکین کے لیے، بلکہ انسانوں کے وجود کے بنیادی سبب کو حل کرنے کے لیے مخصوص کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "پس اپنا رخ سیدھے دین کی طرف کر لو، اللہ کی اس فطرت کی طرف جس کے ساتھ اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔"[24] امام قرطبی (1273ء) کے مطابق، "اصطلاح عبادت سے مراد اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرنا اور اس کے دین کے قوانین پر عمل کرنا ہے۔"[25] کسی شخص کی شخصیت کو سمجھنے کے لیے جسم، دماغ اور روح کو مجموعی طور پر سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ان اجزاء کے مطابق عبادت سے مراد اللہ کی اطاعت، تواضع اور عاجزی ہے۔ لہٰذا، انسانیت پر عائد کردہ مختلف فرائض کو اگر عاجزی اور اللہ کی اطاعت کے ساتھ ادا کیا جائے

تو اسے عبادت کہا جاتا ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق عبادت اللہ ہی کی کرنی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "اور خدا کی عبادت کرو، اور کسی بھی صورت میں خدا کے سوا کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"[26]

عبادت کا وسیع تصور

قرآن عبادت کو ایک وسیع تصور کے طور پر بیان کرتا ہے جس میں فرد کے تمام تعمیری طرز عمل شامل ہیں۔ یہ اسلام کی ہمہ جہت فطرت کے مطابق زندگی گزارنے کے طور طریقے ہیں۔ یہ ایک مومن کی زندگی کو انفرادی، سماجی، اقتصادی، سیاسی اور روحانی ہر سطح پر کنٹرول کرتے ہیں۔ اسلام میں یہ تمام اعمال اللہ کی عبادت سمجھے جاتے ہیں۔ پس عبادت کا مطلب اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اس کی ممانعتوں سے پرہیز کرنا ہے اور یہی اسلام کا بنیادی اصول ہے۔[27] انسان کا اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا فطری اثر یہ ہے کہ اس کے تمام اعمال اللہ کے حکم کے مطابق ہوں۔ انسان کی زندگی، صبح سے شام، پیدائش سے موت تک عبادت میں بدل جاتی ہے۔ جب کوئی اپنی زندگی ان اجزاء کو پورا کرنے میں گزارتا ہے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے اللہ نے منع کیا ہے ان کو چھوڑتا ہے اور اس کا ہر عمل اللہ کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے تو اس کو اجر ملے گا۔ اس سطح پر پہنچ کر، انسان فطرت سے ہم آہنگ ہوتا ہے اور اپنی فطری حالت میں واپس آجاتا ہے۔ تعمیر شخصیت کے لیے قرآن کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ انسان صرف اللہ کی عبادت کرے۔ قرآن میں وہ اعمال بیان کیے گئے ہیں جو اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہیں یہ وہ فرائض ہیں جو اسلام کے پانچ ستونوں کی صورت میں بیان کئے گئے ہیں۔ اگر ہم قرآنی تعلیمات پر غور کریں تو ہمیں عبادت کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں جو فرض بھی ہیں اور مستحب بھی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ "اور ساتھ ہی، انہیں کچھ حکم نہیں دیا گیا تھا مگر یہ کہ وہ خدا کی عبادت کریں، صرف اسی پر ایمان رکھتے ہوئے"۔[28] جب کوئی فرد یہ حالت حاصل کر لیتا ہے تو وہ باقی مخلوقات کے ساتھ ہم آہنگ ہو جاتا ہے اور اللہ کی تمام مخلوقات کی طرح اپنی اصلی حالت میں واپس آجاتا ہے۔ وہ عبادات جو تمام مومنین پر لازم ہوتی ہیں، ان میں فرض نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ شامل ہیں۔ ان میں سے نماز کو کلیدی حیثیت حاصل ہے کیونکہ یہ اللہ کے ساتھ انسان کے عہد کی تجدید کرتی ہے اور بار بار اس کی رہنمائی حاصل کرتی ہے۔ مومن اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں۔ احکام الٰہی کے مطابق "بے شک وہ مومن کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں"۔[29] جب مومنین اللہ کو مخاطب کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو مومنوں کو نماز سے وابستہ تعظیم کا تجربہ ہوتا ہے اور پھر ان کی روح خوف سے بھر جاتی ہے، جو ان کے تاثرات اور اشاروں میں جھلکتی ہے۔ ان کی روحیں اللہ کی عظمت سے بھر جاتی ہیں جب انہیں احساس ہوتا ہے کہ وہ اس ذات کے سامنے کھڑے ہیں تو نتیجتاً ان کی تمام پریشانیاں اور آزمائشیں ختم ہو جاتی ہیں۔ وہ پوری طرح سے اللہ کے ساتھ اپنی عبادت میں مصروف عمل ہیں پوری طرح اس کے ساتھ اپنی عبادت پر مرکوز ہیں۔ وہ اس کے آس پاس ہونے والے واقعات سے بے پرواہ ہیں کیونکہ وہ اس کی شاندار موجودگی کو پسند کرتے ہیں۔ وہ صرف اس کی عظمت کو دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔[30] عبادت اور دعا کا، نماز اور عبادت کرنے والے فرد اور جس کے لئے دعا کی جاتی ہے دونوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ قرآن کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ انسانوں کو اللہ کی عبادت کی ضرورت ہے۔ ایمان کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے علاوہ، دعائیں انسان کو نیکی اور اللہ کی اطاعت کی زندگی گزارنے کے لیے تیار کرتی ہیں۔ اس سے ایمان کو پھر سے تقویت ملتی ہے اور ہمت اور خلوص کے ساتھ ساتھ صاف ذہن، پاکیزہ دل اور اعلیٰ درجے کا اخلاق ہوتا ہے۔[31]

روحانی تزکیہ

نماز پڑھنے سے انسان اپنی روح پر قابو پالیتا ہے۔ وہ شیطانی وسوسوں اور بُری خواہشوں سے دور چلا جاتا ہے۔ وہ صبر اور دعا کے ذریعے مدد طلب کرے گا۔[32] اس طرح، نماز ایمان کی بنیاد ہے، نیک کاموں کی سردار اور اطاعت کا بہترین عمل ہے۔[33] نماز کے بعد، زکوۃ اگلی بنیاد ہے جو اللہ تعالیٰ کو کائنات کی ہر چیز کا واحد مالک تسلیم کرتی ہے، جسے انسان امانت کے طور پر رکھتا ہے۔ اور یہ کہ وہ نماز میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اور یہ کہ وہ خیرات میں خرچ کریں..."[34] یہ امیر کے جذبے کو مادیت سے اور غریب کے جذبے کو حسد اور معاشرے کو نفرت سے پاک کرتی ہے۔ یہ طبقاتی عداوت کی طرف جانے والے راستوں کو بند کر دیتی ہے اور بھائی چارے اور اتحاد کو جنم دیتی ہے۔[35] ارشاد ہوتا ہے "وہ جو اپنا مال (دوسروں پر) خرچ کرتا ہے تاکہ وہ پاکیزگی میں بڑھے۔"[36] اس کے علاوہ فرمایا کہ: "اپنی بھلائی کے لیے صدقہ کرو۔"[37] اس کے بعد، رمضان کے مہینے میں اندر سے خالص انسان روزہ رکھتا ہے۔ ایسی پاکیزگی سے انسان نیکی کو فروغ دیتا ہے اور برائی سے بچتا ہے۔ قرآن اس کی تصدیق کرتا ہے؛ کہ "اے ایمان لانے والو! روزہ تم پر فرض کیا گیا ہے تاکہ تم خدا سے ڈرتے رہو۔"[38] مومنین اللہ پر ایمان رکھنے کی ان کی منفرد صفت سے پہچانے جاتے ہیں۔ اللہ کی نعمتوں اور اجر وثواب کے حصول کے لیے، انسان کو اپنی جسمانی تقاضوں سے اوپر اٹھنا اور فتنہ کا مقابلہ کرنا سیکھنا چاہیے۔ روزہ تقویٰ حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ حاصل کرنے کے لیے روزے کا قانون بنایا ہے۔ روزہ ضمیر کو متحرک کرتا ہے اور بھوکے لوگوں کی یاد دلاتا ہے اور ان پر رحم اور مہربانی کرنا سکھاتا ہے۔ روزے کا بنیادی مقصد انسانی جسم اور دماغ میں بے قابو جنگلی جذبات کے خلاف لچک پیدا کرنا ہے۔ روزہ "احسان" کے حصول میں معاون ہے۔ یہ صبر اور مضبوط ارادہ حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔[39] مختصر یہ کہ روزہ ہماری روزمرہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں کمال حاصل کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ انسان کے جسم، روح اور دانائی کی نشوونما ہے جو روزہ کی ان مشقوں سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ آخر میں، حج ایک اہم رکن ہے جو ہر قسم کی حدود کو مٹا کر ایک منفرد اتحاد کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ افراد کو خدا کے شعور، اخلاص، تقویٰ، عاجزی، فرمانبرداری، کنٹرول اور قربانی کے حصول میں مدد دے کر مطلوبہ تبدیلیاں پیدا کرتی ہے، اس طرح حج سے صابر شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ جو رواداری اور پرامن مزاج کی تعمیر کرتی ہے۔ اخلاقی اور روحانی بلندی اس وقت ہوتی ہے جب رسمی عبادت حقیقی روح کے ساتھ کی جاتی ہے۔[40] یہ فرد کو اپنی زندگی کے تمام عناصر کو اللہ کی ہدایات کے مطابق انجام دینے کی اجازت دیتی ہے۔ حج چونکہ تمام عبادات کا مجموعہ ہے، اس لیے ایمان و عمل کے لحاظ سے اتنے ہی گہرے نقوش مرتب کرتی ہے۔[41] اوپر زیر بحث پانچ عبادات سب سے زیادہ ضروری ہیں کیونکہ ان کے نتیجے میں روحانی تزکیہ، اللہ کا شعور، گناہوں سے پرہیز، اللہ کا قرب وغیرہ حاصل ہوتا ہے، جو ایک مومن کو دیگر فرائض کی ادائیگی کے لیے مزید تحریک دیتے ہیں۔ اخلاص کے ساتھ عبادت نیز جب یہ صفات مومن کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہیں تو اس کے تمام ارادے، افعال، گفتار، خیالات، جذبات اور سلوک اللہ کے احکام کے مطابق ہوتے ہیں۔

مستحب اور نفلی عبادات اور معاملات

ڈاکٹر یوسف قرضاوی (2022ء) لکھتے ہیں کہ "یہ عظیم عبادات اور اسلامی نظام میں یہ بنیادی عقائد اپنی تمام تر حیثیت اور اہمیت کے ساتھ، عبادت کا حصہ ہیں نہ کہ وہ جامع صحت مند عبادت جو اللہ اپنے بندوں سے چاہتا ہے۔ درحقیقت عبادت کا وہ دائرہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا کیا اور اسے زمین پر ان کا بنیادی مقصد اور مشن بنایا، اتنا وسیع دائرہ ہے کہ اس میں

انسان کے تمام معاملات اور اس کی پوری زندگی شامل ہے۔[42]" ارشاد ہوتا ہے کہ "وہ لوگ جو جب بھی وعدہ کرتے ہیں اپنے وعدے کو پورا کرتے ہیں، اور مصیبت کے وقت صبر کرتے ہیں، یہ وہ ہی جنہوں نے اپنے آپ کو سچ ثابت کیا، اور وہی ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں "عبادت، ایک ایسا نظم ہے جو فرد اور مجموعی طور پر معاشرے کے لیے فوری اور دیرپا فائدے کا باعث ہے۔ ابن تیمیہ (1328ء) نے مومنوں کے ظاہر اور پوشیدہ اقوال و اعمال کی بنیاد پر مومن کے تمام کاموں کو عبادت کے طور پر لیا ہے جو اللہ کو پسند اور منظور ہیں۔ انہوں نے کہا؛ "عبادت میں نماز؛ زکوٰۃ؛ روزہ؛ احسان؛ بات میں سچائی؛ امانت داری؛ والدین کے ساتھ حسن سلوک؛ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک؛ وعدوں کو پورا کرنا؛ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا؛ کفار اور منافقوں کے خلاف جہاد کرنا۔ پڑوسی، یتیم، مسکین، مسافر اور مالک کے لیے خیر خواہی اور اس طرح کی تمام چیزیں عبادت کا حصہ ہیں۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول سے محبت، اللہ سے ڈرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا، اس کے لیے دین میں اخلاص، اس کے حکم پر صبر، اس کی نعمتوں پر شکر، اس کے حکم پر قناعت، اس پر توکل، اس کی رحمت کی امید۔ "اس کے عذاب کا خوف اور اس جیسی چیزیں ہی عبادت کا حصہ ہیں۔"[43] تاہم، قرآن میں مستحب اور نفلی عبادات اور معاملات کے احکامات بھی موجود ہے۔ ان میں سے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی فضیلت اللہ پر ایمان رکھنے کے بعد آتی ہے۔ اللہ نے حکم دیا کہ "اور (اپنے) والدین کے ساتھ نیکی کرو۔"[44] امانتوں کو پورا کرنا، امانتوں کی پاسداری کرنا اور وعدوں کی پاسداری کرنا سچے مومن کی نشانی ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔ "اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کے وفادار ہیں۔"[45] "امانت" سے مراد وہ دونوں چیزیں ہیں جو اللہ نے انسانوں کے سپرد کی ہیں اور وہ جو ایک آدمی دوسرے کو ایمان اور اعتماد کے ساتھ سونپتا ہے۔ ایک مومن کو دونوں قسم کے اعتماد کو برقرار رکھنے اور پورا کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔ ان کے علاوہ بہت سی مستحب اور نفلی عبادات اور معاملات کا ذکر قرآن میں ہے، جس سے انسان اپنے خالق سے سب سے بڑھ کر محبت کرتا ہے اور اپنے اندر کی تمام برائیوں کو مٹانے کے لیے غیر متزلزل ارادہ اور جذبہ پیدا کرتا ہے۔ سکون کا ایک گہرا احساس تب حاصل ہوتا ہے جب لوگ اپنے حتمی مقصد کو پورا کرتے ہیں، جو کہ اللہ کی عبادت کرنا ہے، جیسا کہ ہم سب جانتے صرف وہی عبادت کا مستحق ہے۔ عبادت کے نتیجے میں خالق کے ساتھ ہمارا رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "اور ہم تیری ہی طرف مدد کے لیے رجوع کرتے ہیں"[46] اللہ کی عبادت انسانوں کے روحانی پہلو کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اللہ کی عبادت عالمی سطح پر تبدیلی کا محرک ہے۔ اگر افراد روحانی اور اخلاقی طور پر صالح ہوں گے تو پھر معاشرہ کی درستگی ممکن ہے۔ عبادات انسان کے نفس کو سنوارتی ہیں۔ وہ برائیوں کو ختم کرکے انسانوں میں اچھی عادات پیدا کرتی ہیں۔ پروفیسر عمر الدین (1964ء) نے کہا ہے کہ ایک متوازن شخصیت کا حامل دیندار آدمی عقلمند، دلیر اور معتدل ہوتا ہے وہ عبادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور اسی طرح کے کاموں میں مشغول رہتا ہے، لیکن خدا کی طرف سے اس کے ذمے فرائض اس کے خاندان، رشتہ داروں، دوستوں، پڑوسیوں، غلاموں، رعایا اور مجموعی طور پر معاشرے کے فرائض سے خارج نہیں ہوتے۔ اسے اپنی روزی پوری ایمانداری سے کمانی چاہیے۔ اسے ہر موقع کے لیے بہترین آداب پیدا کرنا چاہیے، یعنی اسے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ دستر خوان پر، معاشرے میں، سفر کے دوران اور پرہیز گار لوگوں کے اجتماع میں اپنے آپ کو بہترین طریقے سے لے جانے کا طریقہ اور اپنے ساتھیوں کو کسی بھی وجہ سے معمولی تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے۔ نبی کو زندگی بھر اس کا آئیڈیل اور اس کا الہام ہونا چاہیے۔ آخر میں، اس کا فرض نہ صرف اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں کی اصلاح اور مکمل کرنا ہے بلکہ اپنے ساتھیوں کی بھی اصلاح کرنا ہے۔ اور کامل زندگی کے پیچھے محرک قوت خدا کی محبت اور خوف کے علاوہ کچھ نہیں

ہے۔[47] ڈاکٹر اندرابی نے کہا کہ شخصیت کی نشوونما، اس کے تحفظ اور کمال کے بارے میں اسلامی تعلیمات جسم اور روح، روحانی اور سیکولر پہلوؤں کے درمیان توازن پیدا کرنے کے تصور پر قائم ہیں یہ زندگی کے سماجی، مابعد الطبیعاتی اور فلسفیانہ پہلوؤں کے درمیان بھی توازن پیدا کرتی ہیں۔ لہذا، قرآن کے مطابق، مطلوبہ وجود وہ ہے جو انسانی شخصیت کے بہت سے اجزاء کے تناسب سے توازن اور رواداری کو فروغ دیتا ہے، کیونکہ متناسب رواداری ہم آہنگی کو فروغ دیتی ہے۔[48]

خلاصۂ بحث

عبادت اس دنیا میں انسانی وجود کا اہم ہدف ہے۔ انسانی کردار و شخصیت کو عبادت سے پاک اور متوازن رکھا جا سکتا ہے، کیونکہ یہ انسان کو اعلیٰ درجے کا ایمان حاصل کرنے اور اسے قائم رکھنے میں دیتی ہے، اور جب اعلیٰ ایمان ہو تو انسان کی روح کی صفائی ہوتی ہے اور پاکیزہ دل تزکیہ نفس کے بعد تشکیل پاتا ہے۔ دینی عبادات اسلامی روحانیت کے لیے ضروری ہیں کیونکہ وہ لوگوں کا اپنے رب کے ساتھ تعلق کو ظاہر کرنے اور برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ مزید برآں عبادات نفسیاتی، روحانی یا جسمانی خطرات کے وقت مومن کی اللہ کے قریب ہونے کی خواہش کا ظاہری مظہر ہیں۔ دوسروں کے ساتھ تعلقات کو بھی خدائی تعلق کا ایک پہلو سمجھا جاتا ہے۔ اللہ کے ساتھ لوگوں کے گہرے تعلقات کو دوسروں کے لیے ان کی محبت، دوسروں کے لیے ان کی غیر مشروط مثبت عزت، اور ان کی بے لوث سرگرمیوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ قرآن ایک حقیقی مومن کی شخصیت کی شکل میں مطلوبہ شخصیت کی خصوصیات فراہم کرتا ہے، جس میں اپنی مخصوص شخصیت کی صفات کے سلسلے میں انفرادی خصوصیات ہیں۔ وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں اللہ کی رہنمائی کا طالب ہے اور نیک اور صالح خصوصیات کی نشوونما اور ترقی کے لیے کام کرتا ہے۔ وہ وقت انسانی شخصیت و کردار کی تعمیر کے لیے بڑا اہم ہوتا ہے جو انسان نماز اور عبادت میں صرف کرتا، دنیاوی خواہشات سے دور رہتا، اپنے دماغ اور روح کو پاک یا صاف کرتا اور صرف اپنے خالق کی طرف توجہ کرتا ہے۔ جب مومن اپنے نفس کو اللہ کے سپرد کرتا ہے اور اپنے آپ کو سیدھے راستے کی طرف لے جاتا ہے تو وہ نیک سلوک میں مشغول ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ یہ عادت اس کی شخصیت کا حصہ بن جاتی ہے۔ وہ اپنے افعال و اعمال کو بڑھاتا ہے یہاں تک کہ اکثر صورتوں میں وہ اس بات سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے اور وہ کبھی صحیح راستے سے نہیں ہٹتا۔

References

1Al-Jumu'ah 62:2.

2 Mubashir Nazir, *Apni Shāqsiat wa kirdār ki Tameer Kāsay ki Jay?* (Lahore: Faran Publishers, 2020), 4.

3Muhammad Ayaz,"Qur'an O Hadith Ki Roshni mā Tameer Kirdar wā Shaksiat aur Nisabe Islamiāt:Ak Tanqeedi Mutaliah",International Research Journal of Islamic Studies 1,no.1(2019):62.

4 S.Wiggins Jerry, "A Psychological Taxonomy of Trait Descriptive Terms: The Interpersonal Domain," Journal of Personality and Social Psychology 37, (1979):397.

:Darul Ilm,1422 tūBeir(hadatāS e-Keemeya Ghazali,-Abu Hamid Muhammad Al 5 A.H),9.

6 Al-Jumu'ah 62:2.

7 Ash-Shams 91:9-10

8 Al-Ma'arij.70:17.

lkin āS-Jawziyyah, Madarj al-ayyim alDin Abi Abd Allah Muhammad bin Q-Shams al 9 (Beirūt: Maktab Dar al-Bayan, 2003).1:109.
10 Samee-Ullah Bhat and Mohmad Ilham Shiekh, "Concept Of Ibādāh (Worship) In Islam: A Study Of Some Relevant Qur'anic Text", International Conference on Recent Research and Innovations in Social Science and Education, Usmania University Centre for International Prog, Hyderabad, May19,2018.
11Imam Abū Abdullah Muhammad bin Ismail Bukhari, *Jami' Sahih al-Bukhari* (Beirūt: Dār al- Turas al Arabi, 1422 AH), 1:11.
12 Muhammad Furqan Gohar, "Basic Principles of Personality Development in the Light of the Qur'an and Sunnah" Al-Idah 2, no. 1 (2019):1.
13 Hisham Abu Raiya,"Towards a Systematic Qur'anic Theory of Personality," Mental Health, Religion & Culture 15,no. 3 (2012): 217.
14 Al-A'raf 7:181.
15 Abul Ala Maududi, *Tafhim al-Qur'an* (Lahore: Idara Tarjaman Ul Qur'an, 1982),5:341.
16 Al-Rum 30:30
17 Syed Qutab Shaheed, *Fe Zālal Qur'an* (Beirut: Dar al-Sharooq, 1972), 1:187.
18 Muhammad Deen Hakeem, *Tazikrah Mashaikh Qādiriya* (Lahore: Maktab Nabiya, 1985), 109
19 Allama Ameen Ahsan Islahi, *Tadabir al-Qu'ran* (Lahore: Faran Foundation Pakistan, 2009), 6:92.
20 Al Bukhari, *Jām al-'Sahih*, Ḥadīth no: 4775.
21 Dr. Aisha Utz , *Psychology from Islamic Perspective* (Riyadh: International Islamic Publishing House, 2011), 99-100.
22 Adh-Dhariyat 51:56.
23 Syed Qutub Shaheed, *Fi Zlal al-Qur'an* (Beirūt: Dar ul Sharooq, 1972), 15-17:167.
24 Al-Rum 30:30.
25 Muhammad Bin Ahmad Malaki Qurtabi, *Al Jamia al-Ahkām al-Qu'ran* (Beirūt: Dar Ul Fikar, 1415A.H), 21:120.
26 Al Nisā 4:36.
27 Abu Al Fida Ismail Bin Umar Ibn e Kaseer, *Tafseer al-Qur'an al-Azeem* (Beirūt: Dar Ul Mārfa, 1400 A.H/1980), 7:402.
28 Al-Bayyina, 5:28.
29 Al-Mu'minun 3:1-2
30 Syed Qutub, Fi Zilal Ul Qur'an, 12:149.
31 Ibn al-Qayyim, *Asrar al-Sālaat wa al-Farq Wa al-Muzazna Bana Zooq kis Salate was samahe* (Beirūt: Dar Ibn Hazm, 2003), 17-19.
32 Al-Bāqarah 2: 45.
33 Imam Ghāzzali, *Inner Dimensions of Islamic Worship, trans. Muhtar Holland* (UK: The Islamic foundation, 1983), 19.
34 al-bayyinah 98:5
35 Muḥammad Zakir Hussaīn, "Zakāt in Islām: A Powerful Poverty Alleviating Instrument for Islāmic Countries," International Journal of Economic Development Research and Investment 3, no. 1(2012):3.
36 Al-Lail 92:18
37 At-Taghābun 64:16

38 Al-Bāqarah 2:183
39 Muḥammad Zakir Ḥussain, "Fasting in Islam: Its Excellence, Benefits and Use for Sustainable Development of the Society," Journal of Emerging Trends in Economics and Management Sciences (JETEMS) 3(3) (2012):186.
40 Ṭalat Makhmur, The virtues of Ḥajj and its Impact on the broader Muslim Community,4.
Accessed.https://www.researchgate.net/publication/319263631_The_virtues_of_Hajj_and_its_impact_on_the_broader_Muslim_community, DOI: 10.13140/RG.2.2.31955.48164
41 Dr. Kalsoom Bibi, Dr. Farzana Iqbal, and Dr.Saima Shahbaz Manj.. "Role of Ibādāt in Personality Development: A Study of the Pillars of Islam". Al-Qamar 2, no. 2(2019):172.
42 Dr. Yusuf Qarḍawi, Al-Ibadah fī al-Islam (Cāiro: Maktabah Wahabah,n.d.),52-53.
43 Ibn Taymiyyah, Al-Ubudiyah (Being a true slave of Allah) trans. Abdallah M. Makkawi (London:Ṭa-ha publishers, 1999),13.
44 Al-Isra 17:32.
45 Al-Ma'arij 32: 70.
46 Al-Fatiha 1:5.
47 M.Umar Uddin, *Al-Gazali K Akhlaqi Falsāfā* (Lahore:Muhammad Ashraf Publishers,1991),182.
48 Dr. Abru Aman Andrabi, "The Growth of the Human Personality from the Islamic Perspective,"
Accessed.http://www.researchgate.net/profile/Dr_Abroo_Aman/contributions.